حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

## دوامِ حدیث

قسط نمبر ۲۴

# ایک اسلام

**دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا:**

ایک حدیث: "آپؐ استسقاء میں بھی ہاتھ اٹھاکر دعا کرتے"۔ مگر اس جگہ یہ مطلب ہے کہ زیادہ بلند صرف استسقاء میں ہی کرتے تھے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلکہ بخاری میں یہ لفظ بھی ہیں کہ آپؐ ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

**جوتوں میں نماز:**

اس میں کوئی قباحت نہیں، سب جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ جوتے پاک ہو۔ لیکن عرب میں جو "نعلین" کا لفظ وارد ہے، اس کا معنیٰ "جوتا" کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس کا معنیٰ چپل ہے۔ چپل اور جوتے میں فرق ہے۔ چپل میں انگلیاں بعض وقت زمین پر لگ جاتی ہیں لیکن جوتے میں سجدے کی حالت میں پاؤں معلق رہتا ہے۔

**سجدے میں بازو کھولنا:**

کہتے ہیں "انس سے روایت ہے "لا ینبسط ذراعیہ کالکلب" کہ کتے کی طرح بازو نہ کھولے" اس جگہ مصنف نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "کتے کی طرح زمین پر بازو نہ پھیلائے" اب دوسری حدیث کے ساتھ معارض نہ ہوگا کیونکہ ہاتھ کھولنے اور کروٹوں سے ہٹا رکھنے کا اس میں ذکر ہے

اور انس رضؓ کی روایت میں زمین پر پھیلانے کی مخالفت ہے۔

پہلی رکعت کے بعد بیٹھنا :

یہ ثابت ہے مگر حنفیہ کا خیال کسی عذر کی بنا پر تھا۔

نماز چھوٹی ہو یا لمبی :

دونوں طرح جائز ہے۔ امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ قیام اور تشہد ذرا لمبا کرے اور باقی ارکان میں اختصار سے کام لے۔

قومہ میں اختصار اور طول دونوں طرح وارد ہے۔ مگر طول عارضی ہوتا ہے۔ ظہر کی نماز کے قیام میں اگر طوالت اختیار کی جائے تو کچھ حرج نہیں۔ ہاں عشار کی نماز میں بہت زیادہ لمبی قرأت نہیں چاہیئے کیونکہ وہ نیند کا وقت ہوتا ہے۔

وقتِ عصر :

عصر کی نماز کے متعلق بخاری میں ہے، حضرت انس رضؓ کہتے ہیں،

"کنا نصلی العصر ویذھب الذاھب منا الی قباء فیأتیھم والشمس مرتفعۃ"

کہ "ہم عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اگر کوئی جانے والا قبا رجاتا تو اس کے قبا پہنچنے تک سورج بلند ہوتا"

ایک روایت میں ہے کہ عوالی کی طرف جاتا جب وہاں پہنچا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔ اور بعض عوالی چار میل کے قریب ہیں۔ اس جگہ عوالی سے مراد قبار ہے جیسا کہ پہلی روایت میں تصریح ہے۔

حدیث میں صرف ایک طرفہ مسافت طے کرنے کا ذکر ہے۔ مصنف نے غلطی سے دو طرفہ مسافت طے کرنا سمجھا ہے۔ اور لفظ "یرجع" سے غلط فہمی ہوتی۔ حالانکہ "یرجع" کا معنیٰ ہے مدینہ سے عوالی کی طرف رجوع کرنا نہ یہ کہ جا کر واپس آنا۔

اور عصر کا وقت گرمیوں میں سورج کے غروب ہونے سے تین گھنٹے قبل شروع ہو جاتا ہے۔ گھنٹہ ڈیڑھ میں تین چار میل مسافت کا طے کرنا مشکل نہیں۔ اور سورج کے غروب ہونے میں آدھ گھنٹہ بھی باقی ہو تو سورج بلند ہی ہوتا ہے۔ پس سورج کے غروب ہونے سے پہلے اگر دو گھنٹہ نماز بھی پڑھی جائے تو اتنی مسافت سورج غروب ہونے سے آدھ گھنٹہ پہلے طے کی جا سکتی ہے۔ مصنف نے یہ سمجھا ہے کہ اتنی مسافت طے کرنے کے لئے آدھا دن چاہیئے لہٰذا عصر ۲ بجے یا بارہ پونے بارہ بجے پڑھی جاتی ہو گی ـــــ یہ اعتراض مضحکہ خیز ہی تو ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں :

"ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں اور عمر بن عبد العزیز نماز ظہر پڑھ کر معاً حضرت مالک بن انس کے ہاں چلے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نمازِ عصر پڑھ رہے ہیں، ہم نے پوچھا کہ یہ کیا؟ کہنے لگے کہ حضور کا وقت یہی تھا۔" (دو اسلام ص ۲۴۸)

اس حدیث کا ترجمہ بھی غلط کیا اور مطلب بھی غلط سمجھا۔ ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے عمر بن عبد العزیزؒ کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی ان کی اقتدا میں) پھر انس بن مالک کے ہاں گئے تو وہ عصر پڑھ رہے تھے۔ یہاں لفظ "ثم" ہے جو تراخی کیلئے ہوتا ہے۔ یعنی ذرا ٹھیر کر گئے، یہ مطلب نہیں کہ معاً چلے گئے۔

جب ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس وقت عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے اس دن ظہر کی نماز تاخیر کر کے پڑھی ہوگی۔ جیسے ان کے خاندان کی عادت تھی۔ کیونکہ بنو امیہ نمازیں تاخیر کیا کرتے تھے (فتح الباری)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"چند اور اختلاف:

۱۔ سجدہ میں آنحضرت "سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی" پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ آپ نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اللھم اعوذبک من عذاب القبر"

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ مجھے آنحضرت نے یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی "اللھم انی ظلمت نفسی۔۔۔ انک انت الغفور رحیم!"

۴۔ عبد اللہ بن اوفیٰ کہتے ہیں کہ حضور رکوع کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"ربنا لک الحمد ملأ السمٰوٰت وملأ الارض۔۔۔۔" لمبی دعا ہے۔

۵۔ ابن عباس کہتے ہیں، حضور نے ہم کو التحیات پڑھایا تھا:

"التحیات المبارکات الصلوات الطیبات" الخ

۶۔ ابو حمید الساعدی نے حضور سے پوچھا کہ نماز میں ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ بھیجا کریں؟ کہا، اس طرح: "اللھم صل علی محمد وعلی ازواجہ وذریتہ کما صلیت علی ابراھم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراھم!"

۷۔ حضور فرماتے ہیں کہ تم التحیات "عبدہ ورسولہ" تک پڑھ چکو تو پھر جو جی میں آئے، دعا مانگو"

(دو اسلام ص ۲۴۹)

جو کچھ ان احادیث میں مذکور ہے وہ متبادل دعائیں ہیں یا زائد ہیں جو مستحب ہیں۔ اس واسطے مروجہ

نماز اور ان احادیث میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ان احادیث میں یہ نہیں کہ یہی پڑھو۔ جو دعائیں اور درود مروج ہیں، ان کا ثبوت بھی احادیث سے ملتا ہے۔ کوئی عالم یہ نہیں کہتا کہ احادیث والی دعائیں منع ہیں۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

---

# ضروری گزارشات

● پریس ڈیکلریشن کا مرحلہ تکمیل تک پہنچتے پہنچتے اتنی تاخیر ہو چکی تھی کہ ہر ممکن کوشش کے باوجود اکتوبر کا شمارہ بہت لیٹ ہو جاتا۔ اس لئے اکتوبر نومبر کا شمارہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اب اس شمارے سے ترجمان کی اشاعت میں باقاعدگی آجائے گی اور آئندہ ان شاء اللہ قارئین کو اس سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہوگی۔

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطورِ اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کر لیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آئندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ (دسمبر کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے، ورنہ بعد میں کوئی معذرت قابلِ قبول نہ ہوگی۔ یاد رکھئے

وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

منیجر